آخر المساجد پر قادیانیوں کے ایک اشکال کا جواب

حدیث نمبر ۳۲۷۱ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے، مرزائی حضرات اس حدیث سے اجراء نبوت پر استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب مسجد نبوی کے بعد اور مساجد کا بننا مسجد نبوی کے آخر المساجد ہونے کے خلاف نہیں ہے تو آپ کے بعد دیگر انبیاء کی بعثت آپ کے آخر الانبیاء ہونے کے منافی نہیں ہونی چاہیے، اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا مطلب ہے: مسجدی آخر مساجد الانبیاء میری مسجد نبیوں کی آخری مسجد ہے، اس جواب کی تائید میں مسند بزار کی یہ حدیث ہے: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء میں خاتم النبیین ہوں اور میری مسجد مساجد انبیاء کی خاتم ہے" (کشف الاستار عن زوائد البزار ج ۲ ص ۵۶ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۴ھ)

حدیث نمبر ۳۲۷۹ کی سند پر محدثین نے بحث کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حضرت ابن عباس سے نہیں بلکہ معبد عن ابن عباس سے مروی ہے، اگر کوئی شخص مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی نذر مان لے تو دہیں نماز پڑھنا ضروری ہے، البتہ اگر مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنے کی نذر مانے تو مسجد نبوی میں نماز پڑھنے سے بھی نذر پوری ہو جائیگی[1]

بَابُ ۴۳۵ فَضْلِ الْمَسَاجِدِ الثَّلَاثَةِ — تین مسجدوں کی فضیلت

۳۲۸۰ - وَحَدَّثَنِيْ عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِيْ هٰذَا وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین مسجدوں کے علاوہ اور کسی مسجد کی طرف کجاوے نہ کسے جائیں، میری یہ مسجد، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ۔

۳۲۸۱ - وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلٰى ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ

ایک اور سند سے یہ روایت ہے اس میں ہے کہ ان تین مساجد کے لیے کجاوے کسے جائیں۔ (سامان سفر باندھا جائے)۔

۳۲۸۲ - وَحَدَّثَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ اَنَّ عِمْرَانَ بْنَ اَبِيْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صرف ان تین مسجدوں کے لیے سفر کیا جائے۔ مسجد الکعبہ میری

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۴۴۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ۔

اَنَسٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ سُلَیْمَانَ الْاَغَرَّ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ یُخْبِرُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا یُسَافَرُ اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْکَعْبَةِ وَ مَسْجِدِیْ وَ مَسْجِدِ اِیْلِیَا۔

مسجد اور مسجد ایلیاء (یعنی بیت المقدس)۔

گنبد خضراء کی زیارت کے لیے سفر کا حکم

اس باب کی احادیث میں ہے کہ ان تین مسجدوں کے سوا سامان سفر نہ باندھا جائے۔ شیخ ابن تیمیہ نے ان احادیث کے پیش نظر یہ لکھا ہے کہ قبر انور کی زیارت کے لیے سفر کرنا ناجائز ہے۔ میری نظر سے شیخ ابن تیمیہ کے بعض رسائل گذرے ہیں جن میں یہ تصریح ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کے لیے سفر کرتا ہے اس کا یہ سفر معصیت اور حرام ہے اور اس سفر میں نمازوں کی قصر کرنا جائز نہیں ہے۔

شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں: جب کسی شخص کا سفر کرنے سے یہ ارادہ ہو کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کرے گا اور اس سفر میں آپ کی مسجد میں نماز پڑھنے کی نیت نہ کی ہو تو یہ اکثر ائمہ اور علماء کے نزدیک ناجائز ہے اور نہ اس کا حکم کیا گیا ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے صرف تین مسجدوں کے لیے سامان سفر باندھا جائے مسجد حرام، میری یہ مسجد اور مسجد اقصیٰ[1]

حافظ ابن حجر عسقلانی اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ان تین مساجد کے علاوہ سفر کرنے میں اختلاف ہے، جیسے زندہ اور فوت شدہ صالحین کی زیارت کے لیے سفر کرنا، یا متبرک مقامات سے برکت حاصل کرنے کے لیے سفر کرنا اور وہاں نماز پڑھنے کے ارادے سے سفر کرنا۔ شیخ ابو محمد جوینی نے اس حدیث کے پیش نظر کہا کہ ان مساجد کے علاوہ شد رحال (سفر) کرنا حرام ہے، قاضی حسین، قاضی عیاض اور ایک جماعت کا یہی مختار ہے۔ اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ بصرہ غفاری نے حضرت ابو ہریرہ کے کوہ طور پر جانے کو برا جانا اور کہا اگر جانے سے پہلے آپ مجھے مل جاتے تو میں آپ کو نہ جانے دیتا، امام الحرمین اور دیگر ائمہ شافعیہ کے نزدیک یہ سفر حرام نہیں ہے اور انھوں نے اس حدیث کے متعدد جوابات دیے ہیں اول یہ کہ: مکمل فضیلت ان مساجد کے لیے شد رحال میں ہے اور ان مساجد کے غیر کے لیے شد رحال ہر چند کہ جائز ہے لیکن اس میں کامل فضیلت نہیں ہے اور اس کی تائید مسند احمد کی اس روایت سے ہوتی ہے "ان مساجد کے علاوہ سواری نہیں لے جانی چاہیے"۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ ان تین مسجدوں کے علاوہ اور کسی مسجد کی زیارت کے لیے نذر نہ مانے اگر اس نے نذر مان لی تو اس کا پورا کرنا واجب نہیں ہے، تیسرا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں ان تین مساجد کے علاوہ دوسری مساجد کے لیے شد رحال (سفر) سے منع کیا ہے مطلقاً سفر سے منع نہیں کیا اور اس کی تائید اس حدیث سے ہے جس کو امام احمد نے شہر بن حوشب کی سند سے روایت کیا

---

[1] شیخ ابو العباس تقی الدین احمد بن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ، مجموع الفتاوی ج ۲۷ ص ۲۷-۲۶ مطبوعہ بامر فہد بن عبد العزیز آل السعود۔

ہے: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینبغی للمصلی ان یشد رحالہ الی مسجد تبتغی فیہ الصلوٰۃ غیر المسجد الحرام و المسجد الاقصی و مسجدی۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز پڑھنے کے ارادے سے نمازی کو مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور میری مسجد کے علاوہ کسی مسجد کے لیے شد رحال نہیں کرنا چاہیے۔" اور شہر بن حوشب میں اگرچہ کچھ ضعف بھی ہے لیکن ان کی یہ حدیث حسن ہے۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ ان تین مساجد کے علاوہ اور کسی مسجد میں اعتکاف کے لیے شد رحال نہ کرے، امام مالک، امام احمد، امام شافعی اور بویطی یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ان تین مساجد میں سے کسی مسجد میں جانے کی نذر مان لے تو اس کو پورا کرنا واجب ہے اور امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ مطلق واجب نہیں ہے، اس کے بعد فرماتے ہیں: علامہ کرمانی نے کہا ہے کہ ہمارے زمانے میں شام کے شہروں میں اس مسئلہ میں بہت مناظرے ہوئے ہیں اور جانبین سے رسالے لکھے گئے ہیں (حافظ ابن حجر فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ علامہ کرمانی کا اشارہ ان کتابوں کی طرف ہے جو شیخ تقی الدین سبکی وغیرہ نے شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کے رد میں لکھی ہیں اور ابن تیمیہ کی موافقت میں شمس الدین بن عبدالہادی نے لکھی ہیں، ہمارے شہروں میں یہ کتابیں مشہور ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان علماء نے ابن تیمیہ پر یہ لازم کیا ہے کہ وہ حدیث شد رحال کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کے لیے سفر کو حرام قرار دیتے ہیں، ہمارے نزدیک یہ ناگوار صورت حال ہے دونوں جانب سے اس کے دلائل کے ذکر کرنے میں طوالت ہے اور ابن تیمیہ سے جو انتہائی مکروہ مسائل منقول ہیں یہ مسئلہ ان مسائل میں سے ہے۔[1]

شیخ ابن تیمیہ کی تکفیر

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے متعدد جوابات دیے ہیں لیکن عقل اور نقل کے مطابق یہی جواب ہے کہ اس حدیث میں ان تین مساجد کے علاوہ مطلقاً سفر سے نہیں منع کیا گیا ورنہ طلب علم، ماں باپ اور رشتہ داروں کی زیارت اور تجارت وغیرہ کے یہ تمام سفر ممنوع ہوں گے اس لیے صحیح بات یہی ہے کہ اس حدیث میں ان تین مساجد کے علاوہ دیگر مساجد کی طرف سفر کرنے کی ممانعت ہے مطلقاً سفر کی نہیں ہے اور امام احمد بن حنبل نے جو شہر بن حوشب سے روایت بیان کی ہے اس میں بھی اسی کی تائید ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے شیخ ابن تیمیہ کے اس نظریہ کو (من ابشع المسائل) انتہائی مکروہ قرار دیا ہے اور ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اسی بناء پر شیخ ابن تیمیہ کی تکفیر کو صحیح قرار دیا ہے۔

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

وقد فرط ابن تیمیۃ من الحنابلۃ حیث حرم السفر لزیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کما افرط غیرہ حیث قال کون الزیارۃ قربۃ معلومۃ بالضرورۃ وجاحدہ محکوم علیہ بالکفر ولعل الثانی اقرب الی الصواب لان

ابن تیمیہ حنبلی نے اس مسئلہ میں بہت تفریط کی ہے کیونکہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے سفر کو حرام قرار دیا ہے، جیسا کہ اس مسئلہ میں بعض لوگوں نے افراط کیا ہے کیونکہ انھوں نے کہا کہ زیارت کا عبادت ہونا ضروریات دینیہ سے ہے۔ اور اس کا منکر کافر

---

[1] حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۳، ص ۶۶۔ ۶۵، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ۔

تحریمہ اجمع العلماء فیہ بالاستحباب یکون کفرا لانہ فوق تحریم المباح المتفق علیہ فی ھذا الباب۔[1]

ہے اور دوسرا قول (یعنی ابن تیمیہ کی تکفیر کا) صحت اور صواب کے زیادہ قریب ہے کیونکہ جس چیز کی اباحت پر اتفاق ہو اس کا انکار کفر ہے تو جس چیز کے استحباب پر علماء کا اتفاق ہو اس کو حرام قرار دینا بطریق اولیٰ کفر ہوگا۔

یاد رہے کہ ملا علی قاری رحمہ الباری کی کتاب مرقاۃ شرح المشکوٰۃ، شرح الشفاء سے پہلے لکھی گئی ہے کیونکہ شرح الشفاء میں وہ مرقاۃ کے حوالے دیتے ہیں اس لیے مرقاۃ میں جو انھوں نے ابن تیمیہ کو اس امت کے اولیاء سے لکھا ہے وہ ان کی پہلی رائے تھی۔

علامہ ابن حجر ہیتمی مکی لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے ابن تیمیہ کو نامراد کیا، اس کو گمراہ کیا، اس کو اندھا اور بہرا کیا اور ذلیل و رسوا کیا، اس کی تصریح ان ائمہ نے کی ہے جنھوں نے ابن تیمیہ کے احوال کا فساد دکھا اور اس کے اقوال کا کذب بیان کیا، اور جو شخص یہ جاننا چاہے اس کو چاہیے کہ وہ شیخ ابو الحسن سبکی کی ان کتابوں کا مطالعہ کرے جو اس موضوع پر لکھی گئی ہیں ان کی جلالت علمی پر سب کا اتفاق ہے اور وہ مرتبہ اجتہاد کے بزرگ ہیں اسی طرح ان کے بیٹے علامہ تاج الدین سبکی، امام عز بن جماعۃ اور دیگر شافعی مالکی، اور حنفی علماء جو ان کے معاصر تھے ان سب نے ابن تیمیہ کی خرابیوں کو بیان کیا ہے۔ ابن تیمیہ نے صرف متاخرین صوفیہ پر اعتراضات کرنے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اس نے حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما پر بھی اعتراضات کیے ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ ابن تیمیہ کا کلام بے وزن ہے اور پھینک دیے جانے کے لائق ہے اس کے بارے میں یہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ وہ بدعتی، گمراہ، گمراہ کرنے والا، جاہل اور دین میں غلو کرنے والا تھا، اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ عدل کرے اور ہمیں اس کے عقیدہ، طریقہ اور فعل سے محفوظ رکھے۔[2] (آمین)

نیز علامہ ابن حجر ہیتمی مکی لکھتے ہیں:

ابن تیمیہ اور اس کے شاگرد ابن قیم اور ان جیسے لوگوں کی کتابوں سے اپنے آپ کو بچانا، یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا لیا، اللہ تعالیٰ نے ابن تیمیہ کو باوجود اس کے علم کے گمراہ کر دیا، اس کے دل اور کانوں پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھوں پر پردے ڈال دیے، اور اللہ کے بعد اسے کون ہدایت دے سکتا تھا۔ ان بے دینوں نے کس طرح حدود کو پھلانگا، شریعت سے تجاوز کیا اور طریقت اور حقیقت کے لباس کو تار تار کر دیا اور یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں، نہیں! بلکہ وہ انتہائی گمراہی پر ہیں اور غضب الٰہی اور آخرت کی رسوائی ان کا انجام ہے۔[3]

قبر انور کی زیارت کے ثبوت میں روایات

حدیث شد رحال کے ضمن میں چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح الشفاء علی ہامش نسیم الریاض ج ۳ ص ۵۱۴، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

[2] علامہ شہاب الدین ابن حجر مکی شافعی متوفی ۹۷۴ھ، الفتاوی الحدیثیہ ص ۹۹، مطبوعہ مطبع مصطفی البابی مصر، الطبعۃ الثالثہ، ۱۳۹۰ھ،

[3] " " " " ، الفتاوی الحدیثیہ ص ۱۷۳،

کی قبر مبارک کی زیارت کی بحث آگئی ہے اس سے اور ملا علی قاری کی عبارت سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ زیارت قبر نبوی کے لیے سفر جائز ہے اس سے ہم وہ احادیث بیان کر رہے ہیں جن میں قبر انور کی زیارت کے استحباب کا بیان ہے۔

عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم من حج فزار قبری بعد وفاتی کانما زار فی حیاتی۔[1]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی گویا کہ اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی ہے۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی ذکر کیا ہے[2] حافظ الہیثمی نے اسے معجم اوسط اور معجم صغیر کے حوالے سے بیان کیا ہے[3] اور علامہ علی متقی ہندی نے بھی طبرانی اور دار قطنی کے حوالے سے بیان کیا ہے۔[4] حافظ دیلمی نے بھی اس کو ذکر کیا ہے۔[5]

عن حاطب قال: قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم من زارنی بعد موتی، فکانما زارنی فی حیاتی ومن مات باحد الحرمین بعث من الامنین یوم القیامۃ۔[6]

حاطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے میرے وصال کے بعد میری زیارت کی اس نے گویا کہ میری زندگی میں میری زیارت کی اور جو شخص حرمین میں سے کسی ایک جگہ فوت ہوا، وہ قیامت کے دن امن والوں میں سے اٹھے گا۔

اس حدیث کو علامہ علی متقی ہندی نے بھی ذکر کیا ہے۔[7]

عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم من زار قبری وجبت لہ شفاعتی۔[8]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی۔

---

[1] امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ ھ، سنن دار قطنی ج ۲ ص ۲۷۸، مطبوعہ دار نشر السنۃ ملتان۔
[2] حافظ ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ ھ، السنن الکبریٰ ج ۵ ص ۲۴۶، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان
[3] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ ھ، مجمع الزوائد ج ۴ ص ۲، مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت، الطبعۃ الثالثۃ، ۱۴۰۲ھ
[4] علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی متوفی ۹۷۵ ھ، کنز العمال ج ۵، ص ۱۳۵، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت الطبعۃ الخامسۃ ۱۴۰۵ھ
[5] حافظ شیرویہ بن شہر دار الدیلمی متوفی ۵۰۹ ھ، فردوس الاخبار ج ۴ ص ۲، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۷ھ
[6] امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ ھ، سنن دار قطنی ج ۲ ص ۲۷۸ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان
[7] علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی متوفی ۹۷۵ ھ، کنز العمال ج ۵، ص ۱۳۵-۱۳۶، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت الطبعۃ الخامسۃ ۱۴۰۵ھ
[8] امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ ھ، سنن دار قطنی ج ۲ ص ۲۷۸، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان۔

حافظ الہیثمی نے اس کو امام بزار کے حوالہ سے ذکر کیا ہے[1] حافظ الہیثمی نے لکھا ہے کہ اس حدیث کی سند میں عبداللہ بن ابراہیم غفاری ضعیف راوی ہے[2]

عن ابن عمر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی۔[3]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس شخص نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت کے لیے نہیں آیا اس نے مجھ سے بے وفائی کی۔

علامہ علی متقی ہندی نے بھی اس حدیث کا بیان کیا ہے[4]

بَابُ ٢٣٦ بَيَانِ الْمَسْجِدِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى

اس مسجد کا بیان جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے

٣٢٨٣ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حُمَيْدٍ الْخَرَّاطِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ مَرَّ بِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قُلْتُ لَهُ كَيْفَ سَمِعْتَ أَبَاكَ يَذْكُرُ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى قَالَ قَالَ لِي أَبِي رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ بَعْضِ نِسَائِهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الْمَسْجِدَيْنِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى قَالَ فَأَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصْبَاءٍ فَضَرَبَ بِهِ الْأَرْضَ ثُمَّ قَالَ هُوَ مَسْجِدُكُمْ هٰذَا مَسْجِدُ الْمَدِينَةِ قَالَ فَقُلْتُ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ أَبَاكَ

ابوسلمہ بن عبدالرحمان بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمان بن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے تو میں نے ان سے پوچھا جس مسجد کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی آپ نے اس کے متعلق اپنے والد سے کیا سنا ہے؟ انھوں نے کہا کہ میرے والد نے فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے کسی کے گھر گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یا رسول اللہ! ان دو میں سے وہ کونسی مسجد ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے؟ آپ نے کنکریوں کی ایک مٹھی لے کر زمین پر ماری اور فرمایا: وہ تمہاری یہی مسجد ہے، مدینہ منورہ کی مسجد! میں نے کہا میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے تمہارے والد سے اسی طرح سنا ہے۔

---

[1] حافظ نورالدین الہیثمی متوفی ٨٠٧ھ، کشف الاستار عن زوائد البزار ج ٢ ص ٥٧ مطبوعہ مؤسستہ الرسالۃ بیروت الطبعۃ الثانیہ، ١٤٠٤ھ

[2] " " مجمع الزوائد ج ٤ ص ٢ مطبوعہ دار الکتب العربیہ بیروت الطبعۃ الثالثۃ، ١٤٠٢ھ

[3] حافظ شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی متوفی ٥٠٩ھ، فردوس الاخبار ج ٤ ص ١٤ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ١٤٠٧ھ

[4] علامہ علی متقی ہندی متوفی ٩٧٥ھ، کنز العمال ج ٥ ص ١٣٥، مطبوعہ مؤسستہ الرسالۃ الطبعۃ الخامسۃ، ١٤٠٥ھ